الأنبياء أحياء في قبورهم يصلون

حیاتِ انبیائے کرام علیہم السلام

حیات انبیائے کرام علیہم السلام پر مفید نایاب علمی رسائل کا اُردو ترجمہ

① انباءُ الاذکیا فی حیات الانبیاء
مصنفہ: حضرت امام جلال الدین السیوطی الشافعیؒ

② حیات الانبیاء
مصنفہ: حضرت امام ابی بکر احمد بن الحسین البیہقی الشافعیؒ

③ فتویٰ امام بارزیؒ

ادارۂ اسلامیات
۱۹۰۔ انارکلی
لاہور پاکستان
فون: ۲۲۳۹۹۱-۳۵۳۲۵۵

اَلْأَنْبِيَآءُ اَحْيَآءٌ فِيْ قُبُوْرِهِمْ يُصَلُّوْنَ ؕ

حیاتِ انبیائے کرام علیہم السلام

حیات انبیائے کرام علیہم السلام پر مفید نایاب علمی رسائل کا اردو ترجمہ

① انباء الاذکیا فی حیات الانبیاء
مصنف: حضرت امام جلال الدین السیوطی الشافعیؒ

② حیات الانبیاء
مصنف: حضرت امام ابی بکر احمد بن الحسین البیہقی الشافعیؒ

③ فتوی امام بارزیؒ

ادارۂ اسلامیات
۱۹۰۔ انارکلی
لاہور پاکستان
فون: ۳۵۳۲۵۵-۷۲۴۳۹۹۱

نام کتاب ——— رسالہ حیاۃ الانبیاءؑ"
عکسی طباعت ——— اگست ۱۹۹۳ء بمطابق صفر ۱۴۱۴ھ
باہتمام ——— اشرف برادران سلمہم الرحمٰن
ناشر ——— ادارۂ اسلامیات ۱۹۰۔ انارکلی لاہور ۲
فون نمبر ۳۲۴۸۵
۳۵۳۲۵۵
۷۲۴۳۹۹۱

مِلنے کے پتے

ادارۂ اسلامیات ۱۹۰۔ انارکلی لاہور ۲
ادارۃ المعارف جامعہ دارالعلوم کورنگی کراچی ۱۴
مکتبہ دارالعلوم جامعہ دارالعلوم کورنگی کراچی ۱۴
دارالاشاعت اُردو بازار کراچی ۱
بیت القرآن اُردو بازار کراچی ۱
ادارۃ القرآن چوک لسبیلہ گارڈن ایسٹ کراچی
مکتبہ رحمانیہ اُردو بازار لاہور

اَلْاَنْبِیَآءُ اَحْیَآءٌ فِیْ قُبُوْرِھِمْ یُصَلُّوْنَ ط

رسالہ حیاۃ الانبیاء

ترجمہ

اَنْبَاءُ الْاَذْکِیَا فِیْ حَیَاۃِ الْاَنْبِیَآءِ

جسمیں

حضرت سید المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم ودیگر انبیاء علیہم السلام کی حیات بعد الممات کمال تحقیق وتوضیح سے ثابت کی گئی ہے اور حدیث معارض کا متعدد طرق سے معقول جواب دیا گیا ہے۔

مصنفہ

شیخ المحدثین، تاج المفسرین، افضل المحققین، اکمل المصنفین امام جلال الدین سیوطی شافعیؒ

مترجمہ

جناب مولوی حافظ حفیظ اللہ خان صاحب حفیظ مولوی فاضل ملازم سررشتہ تعلیمات سرکار

باھتمام

ادارۂ اسلامیات نمبر ۱۹۰ انارکلی لاہور ۲

فون نمبرز ۳۵۳۲۵۵ ، ۷۲۴۳۹۹۱ ، ۷۲۴۳۹۹۱ ، ۸۵ ، ۷۲۴۳۹۹۱

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شیخ المحدثین فخر المحققین امام جلال الدین سیوطی، رحمۃ اللہ مؤلف رسالہ ہذا نے فرمایا

الحمد للہ و سلام علی عبادہ الذین اصطفی

(ترجمہ) ساری حمد اللہ کے لیے ہے اور سلام اس کے صاف ستھرے بندوں پر ہے

سوال

اشکال یہ پیدا ہوا ہے کہ مشہور روایت یہ ہے کہ جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مزار مبارک میں زندہ ہیں اور اس کے ساتھ یہ روایت بھی آئی ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ جب کوئی مسلمان مجھ پر درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ میری روح کو مجھ پر لوٹا دے گا یہاں تک کہ میں اس کو اس کے سلام کا جواب دوں گا۔

اس دوسری روایت سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ روح اقدس بعض اوقات جسد اطہر سے مفارقت کرتی ہے پھر ان دونوں روایتوں میں کیونکر تطبیق ہوگی؟

واقعی یہ اچھا سوال ہے اور اس قابل ہے کہ اس میں غور و فکر کی جائے۔

جواب

میں کہتا ہوں کہ جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام انبیاء علیہم السلام کا اپنی اپنی قبر میں زندہ رہنا ہمارے نزدیک قطعی طور پر ثابت ہے اس لئے کہ ہمارے نزدیک اس مسئلہ پر بہت سی دلیلیں قائم ہو چکی ہیں اور اس بارے میں متعدد حدیثیں بھی وارد ہوئی ہیں۔

حیاتِ انبیاء پر احادیث و آثار

امام بیہقی رحمتہ اللہ علیہ نے ایک جزء خاص اس بارے میں تالیف کیا ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں چنانچہ اس مضمون کی چند حدیثیں ذیل میں درج کی جاتی ہیں۔

۱- اخرج مسلم عن انس رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ اسری بہ مر بموسیٰ علیہ السلام وھو یصلی فی قبرہ۔	مسلم نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلعم شب معراج میں موسیٰ علیہ السلام پر اس حالت میں گزرے کہ وہ اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھے۔
۲- اخرج ابونعیم فی الحلیۃ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مر بقبر موسیٰ علیہ السلام وھو قائم یصلی فیہ۔	ابونعیم نے حلیہ میں ابنِ عباس رض سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلعم موسیٰ علیہ السلام کی قبر پر اس حالت میں گزرے کہ وہ اپنی قبر میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔
۳- اخرج ابویعلی فی مسندہ والبیھقی فی کتاب حیوۃ الانبیاء عن انس رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون	ابویعلی نے اپنی مسند میں اور بیہقی نے کتاب حیات الانبیاء میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ انبیاء (علیہم السلام) اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔
۴- اخرج ابونعیم فی الحلیۃ عن	ابونعیم نے حلیہ میں یوسف بن عطیہ سے روایت کی

یوسف بن عطیة قال سمعت ثابت البنانی رضی الله عنه یقول لحمید الطویل هل بلغك ان احدا یصلی فی قبره الا الانبیاء قال لا۔

ہے کہ انہوں نے کہا میں نے ثابت بنانی رضی اللہ عنہٗ کو حمید طویل سے یہ کہتے سنا ہے کہ کیا آپ کو یہ روایت پہنچی ہے کہ سوائے انبیا کے کوئی اور بھی اپنی قبر میں نماز پڑھتا ہے انہوں نے کہا نہیں۔

۵۔ اخرج ابوداؤد والبیھقی عن اوس بن اوس الثقفی رضی الله تعالیٰ عنه عن النبی صلی الله علیه وآله وسلم انه قال من افضل ایامکم یوم الجمعة فاکثروا علیّ الصلوٰة فیه فان صلاتکم تعرض علیّ قالوا یا رسول الله وکیف تعرض علیك صلاتنا وقد ارمت یعنی بلیت فقال ان الله حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء۔

ابوداؤد وبیہقی نے اوس بن اوس ثقفی رضی اللہ عنہٗ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمعہ کا دن تمہارے بہتر دنوں سے ہے لہذا اس میں کثرت سے مجھ پر درود بھیجا کیوں کہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جائے گا لوگوں نے کہا یا رسول اللہ! ہمارا درود آپ پر کیوں کر پیش ہوگا آپ تو بوسیدہ ہوجائیں گے۔ آپ نے فرمایا نہیں! اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیا کے اجسام کا کھانا حرام کردیا ہے۔

۶۔ اخرج البیھقی فی شعب الایمان والاصبھانی فی الترغیب عن ابی ھریرة رضی الله تعالیٰ عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم من صلی علیّ عند قبری سمعته ومن صلی علیّ غائبا بلغته۔

بیہقی نے شعب الایمان میں اور صبہانی نے ترغیب میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہٗ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جو شخص میری قبر کے پاس مجھ پر درود پڑھے گا میں اس کو خود سنوں گا اور جو غائبانہ پڑھے گا اس کا درود مجھ کو پہنچایا جائے گا۔

۷۔ اخرج البخاری فی تاریخه عن عمار ابن یاسر سمعت النبی صلی الله علیه واله وسلم یقول ان لله تعالیٰ ملکا اعطاه اسماع الخلائق قائم

بخاری نے اپنی تاریخ میں عمار بن یاسر سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا۔ میں نے آنحضرت صلعم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ایک فرشتہ ایسا ہے جس کو اس نے خلائق کی باتیں سننے کی قدرت

عَلٰی قبری فما من احد یصلی علیّ صلوۃ الا بلغینھا۔

عطا کی ہے وہ میری قبر پر کھڑا رہے گا جو کوئی مجھ پر درود بھیجے گا اس کو وہ مجھے پہنچائے گا۔

۸۔ اخرج البیھقی فی حیاۃ الانبیاء والاصبھانی فی الترغیب عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم من صلی علیّ مائۃ فی الجمعۃ ولیلۃ الجمعۃ قضی اللہ لہ مائۃ حاجۃ سبعین من حوائج الاٰخرۃ وثلثین من حوائج الدنیا ثم وکل اللہ بذلک ملکا یدخلہ علیّ فی قبری کما یدخل علیکم الھدایا ان علمی بعد موتی کعلمی فی الحیوٰۃ ولفظ البیھقی یخبرنی من صلی علیّ باسمہ ونسبہ فاثبتہ عندی فی صحیفۃ بیضاء۔

بیہقی نے حیاۃ الانبیا میں اور اصبہانی نے ترغیب میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جو شخص جمعہ یا شب جمعہ کو مجھ پر سو بار درود بھیجے گا۔ اس کی سو حاجتیں پوری ہوں گی ستر آخرت کی اور تیس دنیا کی پھر اس کے لئے اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ کو مقرر کرے گا جو اس کو مجھ پر میری قبر میں پیش کرے گا جس طرح کہ تم پر تحفے پیش کئے جاتے ہیں بیشک میرا علم میری وفات کے بعد ویسا ہی ہوگا جیسا کہ میرا علم میری زندگی میں ہے۔ اور بیہقی کی عبارت کا یہ مضمون ہے کہ وہ فرشتہ درود بھیجنے والے کا نام و نسب مجھے بتائے گا پس میں اس کو اپنے پاس روشن صحیفہ میں ثبت کر لوں گا۔

۹۔ اخرج البیھقی عن انس رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم قال ان الانبیاء لا یترکون فی قبورھم بعد اربعین لیلۃ ولکنھم یصلون بین یدی اللہ سبحانہ وتعالیٰ حتی ینفخ فی الصور۔

بیہقی نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انبیا چالیس شب کے بعد اپنی قبروں میں نہیں چھوڑے جاتے بلکہ وہ خدا کے روبرو نماز پڑھتے ہیں اور ان کا یہی حال نفخ صور تک رہے گا۔

۱۰۔ روی السفیان الثوری فی الجامع

سفیان ثوری نے جامع میں روایت کی ہے

قال قال شیخ لنا عن سعید بن المسیب قال ما مکث نبی فی قبرہ اکثر من اربعین لیلۃ حتی یرفع۔

کہ ہمارے ایک شیخ نے سعید بن مسیب کا یہ قول نقل کیا کہ کوئی نبی اپنی قبر میں چالیس راتوں سے زیادہ نہیں ٹھہرا بلکہ اس کے بعد اٹھا لیا گیا۔

بیہقی نے کہا کہ اس بنا پر انبیا علیہم السلام کا حال ویسا ہی ہے جیسا کہ تمام زندوں کا ہے اور وہ اس جگہ قیام کرتے ہیں جہاں ان کو اللہ تعالیٰ ٹھہراتا ہے۔

حیاتِ انبیا پر قرائن و شواہد

۲۔ پھر بیہقی نے کہا کہ انبیاء علیہم السلام کی حیات بعد الممات پر چند شواہد بھی ہیں جو حسب ذیل ہیں۔

(۱) قصہ معراج میں منقول ہے کہ حضرت خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم انبیا علیہم السلام کی ایک جماعت سے ملے اور آپؐ نے ان سے اور انہوں نے آپؐ سے بات چیت کی۔

(۲) قصہ معراج میں ابوہریرہؓ سے جو حدیث مروی ہے اس میں مذکور ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ میں نے اپنے آپ کو انبیا کی ایک جماعت کے ساتھ پایا۔ چنانچہ موسیٰؑ کو دیکھا کہ وہ کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں۔ وہ لاغر اندام آدمی تھے ان کے بال ایسے گھونگر والے تھے گویا کہ وہ قبیلہ شنوہ کے مردوں میں سے ہے اور عیسیٰؑ کو بھی دیکھا کہ کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں اور ابراہیمؑ کو دیکھا کہ کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں، ان سے بہت شباہت رکھنے والا تمہارا صاحب یعنی میں ہوں۔ پھر جب نماز کا وقت آیا تو میں سب کا امام بنا۔

(۳) حدیث میں آیا ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ نفخۂ صور سے سب لوگ بیہوش ہو جائیں گے اور سب سے پہلے میں ہوش میں آؤں گا۔ بیہقی نے کہا کہ اس حدیث کے مضمون کی صحت اس پر موقوف ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیا علیہم السلام کی ارواح کو مرنے کے بعد ان کے اجسام میں پھر واپس کر دیا۔ اور وہ اپنے رب کے نزدیک شہیدوں کی طرح زندہ ہیں۔

چنانچہ جب پہلی بار صور پھونکا جائے گا تو یہ لوگ بھی سب کے ساتھ بیہوش ہو جائیں گے۔ پس بدیں اعتبار لفظ موت کا اطلاق صرف فقدان ادراک کے لحاظ سے ہے۔

(۴) ابو یعلی نے ابوہریرہؓ روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا "میں نے رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے بیشک عیسیٰ ابن مریم زمین پر اتریں گے۔ اس کے بعد اگر وہ میری قبر پر کھڑے ہو کے مجھے یا محمد کہہ کر پکاریں گے تو میں ضرور ان کو جواب دوں گا۔"

(۵) **الف**۔ ابونعیم نے دلائل النبوۃ میں سعید بن مسیب سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا "میں جنگ حرہ[1] کی راتوں کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں تن تنہا تھا۔ وہاں میرے سوا کوئی اور نہ تھا اس زمانے میں جب کسی نماز کا وقت ہوتا تھا۔ تو میں قبر مبارک سے اذان کی آواز سنا کرتا تھا۔"

ب۔ زبیر بن بکار نے اخبار مدینہ میں سعید بن مسیب کا یہ قول نقل کیا ہے کہ میں جنگ حرہ کے زمانے میں جب تک تنہا رہا اور لوگ میرے پاس نہیں آئے۔ آنحضرت صلعم کے مزار مبارک سے اذان و اقامت کی آواز برابر سنتا رہا۔

ج۔ ابن سعد نے طبقات میں سعید بن مسیب کا حال لکھا ہے کہ وہ جنگ حرہ کے زمانے میں مسجد نبوی میں بیٹھے رہا کرتے تھے اور لوگ اپنے کام میں لگے رہتے تھے۔ ان کا بیان ہے کہ جب نماز کا وقت ہوتا تھا تو میں اذان کی آواز سنا کرتا تھا جو مزار مبارک کی طرف سے آتی تھی۔

د۔ دارمی نے اپنی مسند میں نقل کیا ہے کہ مجھے مروان بن محمد نے سعید بن عبدالعزیز کی زبانی خبر دی ہے کہ انہوں نے کہا: "جب حرہ کی لڑائی برپا ہوئی تو مسجد نبوی میں نہ اذان دی گئی اور نہ اقامت کہی گئی لیکن سعید بن مسیب جو ہر وقت مسجد نبوی میں رہا کرتے تھے وہ ہر نماز کے وقت آنحضرت صلعم کی قبر شریف سے دھیمی آواز سنا کرتے تھے۔" ان سب

---

[1] یہ وہ جنگ ہے جو یزید بن معاویہ نے مدینہ کی غارت گری کے لئے برپا کی تھی۔ جس میں اپنے شامی لشکر کو مدینہ کے صحابہ و تابعین سے جدال و قتال کرنے کے لئے پہنچایا تھا اور فوج کا سپہ سالار مسلم بن عقبہ کو بنایا تھا۔ یہ واقعہ ماہ ذالحجہ ۶۳ھ کا ہے اس کے بعد ہی یزید بھی ہلاک ہو گیا۔ حرہ مدینہ کے باہر ایک زمین ہے جس میں سیاہ پتھر بکثرت تھے ۱۲ مجمع البحار۔

اخبار سے بھی پتا چلتا ہے کہ آنحضرت صلعم اور باقی انبیا علیہم السلام وفات کے بعد زندہ ہیں اللہ تعالیٰ نے شہیدوں کی شان میں فرمایا ہے۔

حیاتِ انبیا پر تقریرِ شہادت

۳۔ ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء عند ربھم یرزقون

جب شہیدوں کو یہ معزز حیات عطا ہوئی تو انبیا علیہم السلام بدرجہ اولیٰ اس کے مستحق ہیں کیوں کہ یہ زیادہ بزرگ و محترم ہیں دوسرے یہ کہ اکثر انبیا وصف نبوت کے ساتھ وصف شہادت کے بھی جامع ہیں۔ اس لیے وہ بھی اس آیت کے عموم الفاظ میں داخل ہوں گے۔

ابویعلیٰ اور طبرانی نے نیز حاکم نے مستدرک میں اور بیہقی نے دلائل النبوہ میں ابن مسعود سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا۔" مجھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل ہونے پر نو قسمیں کھانا اس سے زیادہ پسند ہے کہ میں ان کے عدم قتل پر ایک قسم کھاؤں۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو نبی بھی بنایا اور شہید بھی۔

بخاری اور بیہقی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا" جس بیماری میں جناب رسالت مآب صلعم کا انتقال ہوا اس میں آپ فرماتے تھے کہ مجھے اس کھانے کا زہر جو میں نے خیبر میں کھایا تھا برابر محسوس ہوتا رہا۔ یہاں تک کہ اب وہ وقت آگیا کہ اس زہر سے میری شہ رگ کٹ جائے۔

پس نص قرآن سے باعتبار عموم لفظ یا باعتبار مفہوم موافقت کے ثابت ہوا کہ آنحضرت صلعم اپنی مزار مبارک میں زندہ ہیں۔

حیاتِ انبیا پر علما کے اقوال

۴۔ بیہقی نے کتاب الاعتقاد میں بیان کیا ہے کہ انبیا علیہم السلام کی روحیں وفات کے بعد پھر ان کے اجسام میں واپس کر دی گئیں چنانچہ وہ اپنے رب کے پاس شہیدوں کی طرح زندہ ہیں قرطبی نے اپنے تذکرہ میں حدیث صعقہ کے متعلق اپنے شیخ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ" موت عدم محض کو نہیں کہتے بلکہ وہ خاص ایک حال سے دوسرے حال کی طرف منتقل ہونے کا نام ہے۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ شہید لوگ اپنے قتل و موت کے بعد زندہ رہتے ہیں۔ روزی دیے جاتے ہیں

ہشاش بشاش رہتے ہیں اور یہ صفت دنیا میں زندوں کی ہے اور جب یہ حال شہدا کا ہے تو انبیا علیہم السلام بدرجہ اولیٰ اس کے مستحق ہیں۔

یہ بات بھی پایہ صحت کو پہنچ چکی ہے کہ زمین انبیا علیہم السلام کے اجسام کو نہیں کھاتی۔ نیز آنحضرت صلعم نے شب معراج میں انبیا علیہم السلام سے بیت المقدس اور آسمان پر ملاقات کی اور موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا کہ اپنی قبر میں کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں اور خود آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ جو شخص مجھ پر سلام بھیجے گا۔ میں اس کو اس کے سلام کا جواب دوں گا۔ اس کے علاوہ اور بھی روایات ہیں۔ ان سب کے مجموعہ سے یہ بات قطعاً ثابت ہوتی ہے کہ انبیا علیہم السلام کی موت کا مآل صرف یہ ہے کہ وہ ہم سے اس طرح غائب ہیں کہ ہم ان کو نہیں پا سکتے گو زندہ و موجود ہیں اور ان کا حال فرشتوں کا سا ہے کہ وہ زندہ اور موجود ہیں مگر ہم میں سے کوئی ان کو نہیں دیکھتا بجز ان اولیائے کرام کے جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنی کرامات کے ساتھ مخصوص فرمایا ہے۔

بارزیؒ سے پوچھا گیا کہ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی وفات کے بعد زندہ ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ بیشک آپؐ زندہ ہیں۔

استاد ابو منصور عبدالقاہر بن طاہر بغدادی فقیہہ اصولی شیخ الشافعیہ نے الجاز مبین کے مسائل کے جوابات میں کہا ہے کہ ہمارے اصحاب میں سے ارباب تحقیق متکلمین کا قول یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی وفات کے بعد زندہ ہیں۔ چنانچہ اپنی امت کی طاعت و نیکی سے خوش اور گناہ و نافرمانی سے غمگین ہوتے ہیں اور آپؐ کی امت میں سے جو شخص آپؐ پر درود بھیجتا ہے اس کا درود آپؐ کو پہنچایا جاتا ہے اور فرمایا ہے کہ انبیا نہ سڑتے گلتے ہیں اور نہ زمین ان کا کوئی جز کھاتی ہے۔ دیکھو موسیٰ علیہ السلام اپنے زمانہ میں فوت ہوئے اور آنحضرت صلعم نے خبر دی کہ میں نے اُن کو قبر میں نماز پڑھتے دیکھا ہے۔ اور حدیث معراج میں مذکور ہے کہ آنحضرت صلعم نے موسیٰ علیہ السلام کو چوتھے آسمان پر دیکھا اور آدم علیہ السلام کو پہلے آسمان پر اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بھی دیکھا اور انہوں نے آپؐ کے حق میں فرمایا۔ مرحبا بالابن الصالح یعنی اے نیک فرزند خوش رہو؟ جب یہ اصول ہمارے

نزدیک پایۂ صحت کو پہنچ چکا تو ہم کو یہ ضرور ماننا پڑا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی وفات کے بعد زندہ ہوگئے اور اپنی نبوت پر بدستور قائم ہیں (یہاں تک استاد ابو منصور کی تقریر ہے)

شیخ السنۃ حافظ ابوبکر بیہقی نے کتاب الاعتقاد میں بیان کیا ہے کہ انبیا علیہم السلام کی روحیں وفات کے بعد ان کے اجسام میں پھر واپس کر دی گئیں۔ چنانچہ وہ اپنے رب کے نزدیک شہیدوں کی طرح زندہ ہیں اور ہمارے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج میں کئی انبیا کو دیکھا اور نمازیں ان کی امامت کی اور یہ خبر دی ہے اور آپ کی خبر سچی ہے کہ ہمارا درود آپ پر پیش کیا جاتا ہے ہمارا اسلام آپ کو پہنچایا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے انبیا علیہم السلام کے اجسام کا کھانا زمین پر حرام کیا ہے۔"

بیہقی نے کہا ہے کہ میں نے انبیا کی حیات کے ثبوت میں ایک جداگانہ کتاب لکھی ہے اور بیان کیا ہے کہ آنحضرت صلعم وفات کے بعد بھی اللہ کے نبی۔ رسول۔ صفی اور بہترین خلق ہیں"

اَللّٰھُمَّ احینا علی سنتہ وامتنا علی ملتہ واجمع بیننا وبینہ فی الدنیا والاخرۃ انک علی کل شیئ قدیر"[1]

شیخ عفیف الدین یافعی نے کہا ہے کہ اولیاء اللہ پر ایسی ایسی کیفیتیں طاری ہوتی ہیں جن سے وہ آسمان وزمین کے عجائبات کا مشاہدہ کرتے ہیں اور انبیا علیہم السلام کو زندہ دیکھتے ہیں جیسے کہ آنحضرت صلعم نے موسیٰ علیہ السلام کو ان کی قبر میں زندہ دیکھا اور شیخ موصوف نے کہا " یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ جو امر انبیا علیہم السلام کے لیے بطور معجزہ کے جائز ہے وہ اولیائے کرام کے لئے بطور کرامت کے جائز ہے بشرطیکہ تحدی نہ ہو اور فرماتے ہیں کہ سوائے جاہل کے اور کوئی اس سے انکار نہیں کر سکتا۔

علما کے نصوص دربارۂ حیات انبیا بکثرت ہیں لیکن ہم اتنے ہی پر اکتفا کرتے ہیں۔

سوال کی حدیث ثانی اور اس کی تاویلات

۵۔ سوال کی دوسری حدیث کو احمد نے اپنی مسند میں ابوداؤد نے اپنی سنن میں اور بیہقی نے

---

[1] بارزی کا جواب ختم ہوا۔

شعب الایمان میں بدیں سند نقل کیا ہے کہ ابوعبدالرحمٰن مغربی نے حیوٰۃ بن شریح سے اور انہوں نے ابوصخرہ سے اور انہوں نے یزید بن عبداللہ بن قسیط سے اور انہوں نے۔ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ما من احد یسلم علی الا رد اللہ الی روحی حتی ارد علیہ السلام	جب کوئی مجھ پر سلام بھیجے گا۔ اللہ تعالیٰ میری روح کو میرے جسم میں لوٹا دے گا یہاں تک کہ میں اس کے سلام کا جواب دوں گا۔

اس میں شک نہیں کہ بظاہر اس حدیث سے پایا جاتا ہے کہ آپ کی روح اقدس بعض اوقات جسد اطہر سے مفارقت کرتی ہے اور یہ مضمون احادیث مندرجہ بالا کے خلاف ہوتا ہے لیکن میں نے اس میں غور وفکر کی تو مجھے اس کے کئی جواب سوجھے جو حسب ذیل ہیں۔

جواب ا:۔ سب سے ضعیف یہ ہے کہ راوی کو حدیث کے کسی لفظ میں وہم ہو گیا ہے جس سے یہ اشکال پیدا ہوا ہے چنانچہ علما نے بہت سی حدیثوں میں ایسا ہی دعویٰ کیا ہے لیکن چونکہ اصل اس کے خلاف ہے اس لئے یہ دعویٰ قابل اعتماد نہیں ہو سکتا۔

جواب ۲:۔ سب سے قوی جواب جس کو صرف وہ شخص جان سکتا ہے جس کو عربیت میں کامل دستگاہ ہو یہ ہے کہ جملہ " رد اللہ " جملہ حالیہ ہے اور قاعدہ عربیت یہ ہے کہ جب فعل ماضی حال واقع ہوتا ہے تو اس میں لفظ قد مقدر مانا جاتا ہے۔ جیسے آیت اوجاءوکم حصرت صدورھم میں مقدر مانا گیا ہے یعنی۔ قد حصرت پس اسی طرح حدیث کے اس جملہ میں بھی قد مقدر مانا جائے گا یعنی قد رد اللہ اور چونکہ جملہ ماضی ہے اس لئے اس کا وقوع اس اسلام سے مقدم ہوگا جو ہر شخص سے صادر ہوتا ہے اور لفظ حتی اس حدیث میں تعلیلیہ نہیں ہے بلکہ مجرد حرف عطف ہے واو کے معنی میں۔ پس اس تقدیر پر حدیث مذکور کا مفہوم یہ ہوا کہ۔

"ہر ایک شخص کا مجھ پر سلام بھیجنا اس حالت میں ہوگا کہ اس کے قبل اللہ تعالیٰ"
"کی طرف سے میری روح میرے جسم میں واپس آچکی ہوگی اور میں اس کے"
سلام کا جواب دوں گا۔"

ہماری اس تقریر سے اشکال کا بالکلیہ استیصال ہو جاتا ہے کیونکہ اشکال مذکور صرف اس خیال سے پیدا ہوا تھا کہ جملہ "ردّ اللہ" حال یا استقبال کے معنی میں لیا گیا اور لفظ "حتے" تعلیلیہ مانا گیا اور جب ان دونوں لفظوں میں تاویل کردی گئی تو صحیح معنی نکل آئے۔

ہماری تقریر کی تائید ایک معنوی حیثیت سے بھی ہوتی ہے وہ یہ کہ اگر لفظ "رد" حال یا استقبال کے معنی میں لیا جائے گا تو سلام کی تکرار سے رد کی تکرار اور رد کے تکرار سے مفارقت روح کی تکرار لازم آئے گی اور تکرار مفارقت سے کئی محذور لازم آئیں گے۔

اول یہ کہ روح کے بار بار نکلنے سے جسد اطہر کو اذیت ہوگی یا اگر اذیت نہ ہوگی تو ایک قسم کی ایسی بات پائی جائے گی جو تعظیم و تکریم کے خلاف ہوگی۔

دوم یہ کہ یہ امر شہدا وغیرہ کی شان کے خلاف ہے کیوں کہ ان میں سے کسی کے لیے یہ ثابت نہیں ہوا ہے کہ اس کی روح عالم برزخ میں بار بار نکلتی اور عود کرتی ہے تو پھر جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم جن کا رتبہ سب سے اعلیٰ ہے بدرجہ اولیٰ اس کے سزاوار ہیں کہ آپ کی روح اقدس ہمیشہ جسد اطہر میں باقی رہے۔

سوم یہ کہ یہ بات قرآن مجید[1] کے خلاف ہے اس لئے کہ قرآن سے صرف دو موت اور دو حیات کا پتہ چلتا ہے اور تکرار بہت سی موت اور حیات کو مستلزم ہے اور یہ باطل ہے۔

چہارم یہ کہ یہ امر احادیث متواترہ مذکورۂ بالا کے خلاف ہے اور جو امر قرآن مجید و متواتر حدیث کے خلاف ہو اس کی تاویل واجب ہے اور اگر اس میں تاویل کی صلاحیت نہ ہو تو وہ باطل ہے۔

لہٰذا واجب ہوا کہ حدیث مذکور میں وہ تاویل کی جائے جو ہم نے اوپر ذکر کی ہے۔

---

[1] اس سے قرآن مجید کی یہ آیت مراد ہے "ربنا امتنا اثنتین واحییتنا اثنتین"، شیخ محی السنہ بغوی نے اس کی تفسیر حضرت ابن عباس قتادہ ضحاک رضی اللہ عنہم کے قول سے یہ کی ہے کہ لوگ پہلے اپنے باپ کے اصلاب میں مردہ تھے اور ان کو اللہ تعالیٰ نے دنیا میں زندہ کیا پھر ان کو اس موت کا مزہ چکھائے گا جو سب کے لیے ضروری ہے اور اس کے بعد قیامت کے روز حساب و کتاب کے لئے زندہ کرے گا پس یہ دو موت اور دو حیات ہیں ۱۲ ترجمہ حاشیہ مولانا مولوی حاجی حافظ محمد انوار اللہ خاں صاحب قبلہ مدظلہ۔

(۳) لفظ "رد" بعض اوقات مفارقت پر نہیں دلالت کرتا بلکہ کنایۃً اس سے مطلق صیرورت مراد ہوتی ہے۔ جیسے اس آیت میں جو حضرت شعیب علیہ السلام کا مقولہ ہے۔ قد افترینا علی اللہ کذبا ان عدنا فی ملتکم۔
کہا گیا ہے کہ اس میں لفظ عود سے مطلق صیرورت مراد ہے نہ منتقل ہونے کے بعد عود کرنا اس لئے کہ شعیب علیہ السلام کبھی ان کی ملت میں نہیں داخل ہوئے تھے۔
اس تقریر پر حدیث مذکور میں لفظ "رد" کا استعمال اس لئے مستحسن ہوا کہ اس میں اور جملہ مابعد (حتیٰ رد السلام) میں لفظی مناسبت ملحوظ تھی پس لفظ رد کا ذکر صدر حدیث میں آخر حدیث کی مناسبت سے ہوا ہے۔
(۴) سب سے زیادہ قوی جواب یہ ہے کہ رد روح سے یہ مراد نہیں ہے کہ روح بدن سے مفارقت کرنے کے بعد پھر اس میں واپس کی جاتی ہے بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم برزخ میں احوال ملکوت میں مشغول اور مشاہدہ ربانی میں مستغرق ہیں جیسے آپ کی حالت دنیا میں وحی کے وقت اور دوسرے اوقات میں تھی۔ پس آپ کا افاقہ رد روح سے تعبیر کیا گیا اور یہی قول علما کا اس لفظ میں ہے جو معراج کے بعض احادیث میں واقع ہوا ہے اور وہ یہ ہے۔ "فاستیقظت واذا انا بالمسجد الحرام" یعنی میں بیدار ہوتے ہی مسجد حرام میں تھا۔
یہاں استیقاظ سے مراد نیند سے بیدار ہونا نہیں ہے اس لئے کہ معراج خواب میں نہیں ہوئی ہے بلکہ عجائبات ملکوت کی غفلت و غشی سے افاقہ میں آنا مراد ہے۔
اب میرے نزدیک لفظ رد کے سب جوابوں سے یہ جواب زیادہ قوی ہے اور پہلے میں نے دوسرے جواب کو ترجیح دی تھی۔
(۵) یوں بھی جواب دیا جا سکتا ہے کہ رد روح استمرار کو مستلزم ہے اس لئے کہ کوئی وقت اطراف عالم میں کسی درود بھیجنے والے سے خالی نہ ہوگا پس لامحالہ کوئی زمانہ ایسا نہ نکلے گا۔ جس میں روح بدن سے جدا ہو۔
(۶) کبھی یہ توجیہہ کی جاتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلے اس امر کی وحی ہوئی تھی اس لئے آپ نے اس کی خبر دی بعد ازاں یہ وحی ہوئی کہ آپ اپنی قبر میں ہمیشہ زندہ رہیں گے

اس لئے اس کی خبر دے دی لہذا ان دونوں خبروں میں کوئی تعارض نہیں ہے کیوں کہ خبر ثانی خبر اوّل سے مؤخر ہے۔

یہ وہ جوابات ہیں جو اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں القاء فرمائے ہیں اور ان میں سے کوئی جواب ایسا نہیں ہے جو کسی سے منقول ہو۔

پھر میں نے اس طرح لکھنے کے بعد شیخ تاج الدین فاکہانی مالکی کی کتاب "الفجر المنیر فیما فضل بہ البشیر النذیر" دیکھی تو اس میں حسب ذیل تقریر نظر آئی۔

"ہم کو ترمذی کی یہ روایت پہنچی ہے کہ انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی مسلمان مجھ پر درود بھیجے گا میری روح مجھ پر لوٹائی جائے گی۔ یہاں تک کہ میں اس کے سلام کا جواب دوں گا۔ اس حدیث سے پایا جاتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ زندہ ہیں اس لئے کہ یہ امر عادۃً محال ہے کہ رات دن میں کوئی ایسا وقت پایا جائے جس میں کوئی شخص آنحضرت صلعم پر درود و سلام بھیجنے والا نہ ہو۔ اگر تم یہ اعتراض کرو کہ آنحضرت صلعم کا یہ فرمانا کہ "اللہ تعالیٰ میری روح کو لوٹائے گا" حیات دائمی کے ساتھ چسپاں نہیں ہوتا اور اس سے ایک ساعت سے کم مدت میں متعدد حیات و وفات کا لزوم ہوتا ہے اس لئے کہ جیسا اوپر بیان کیا گیا کوئی زمانہ سلام بھیجنے والے سے خالی نہیں ہے بلکہ ایک ہی ساعت میں آپ پر متعدد سلام بھیجے جاتے ہیں۔ تو اس کا جواب واللہ اعلم بالصواب۔ یہ ہے کہ یہاں روح سے مجازاً نطق مراد ہے پس گویا آنحضرت صلعم نے یہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ میرے نطق کو مجھ پر لوٹائے گا۔ گو آپ ہر وقت زندہ ہیں لیکن حیات کے ساتھ نطق کا وجود لازمی نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے ہر ایک سلام بھیجنے والے کے سلام کے وقت آپ کے نطق کو آپ کی طرف لوٹاتا ہے علامت مجاز یہ ہے کہ نطق بالفعل یا بالقوۃ اور روح میں متلازم ہے پس آنحضرت صلعم نے ایک تلازم کو دوسرے تلازم کے ساتھ تعبیر فرمایا۔ اور بعض وقت اس کا اثبات یوں بھی کیا جاتا ہے کہ بموجب آیت قَالُوْا رَبَّنَآ اَمَتَّنَا اثْنَتَيْنِ وَاَحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْنِ روح کا عود صرف دو ہی مرتبہ ثابت ہے لہذا حدیث مذکور میں روح سے نطق مراد لینا چاہیئے شیخ تاج الدین کی تقریر ختم ہوئی۔

شیخ تاج الدین کا یہ جواب ہمارے مذکورہ بالا جوابات سے جدا گانہ ہے۔ اگر یہ جواب تسلیم

کر لیا جائے تو یہ ایک ساتواں جواب ہوگا۔ لیکن میرے نزدیک یہ جواب اس وجہ سے مردود ہے کہ اس کا ظاہر مفہوم یہ ہے کہ آنحضرت صلعم برزخ میں باوجود زندہ رہنے کے بعض اوقات نطق سے محروم کئے گئے ہیں اور وہ نطق آپ کو اس وقت رد کیا جاتا ہے جب کوئی شخص آپ پر سلام بھیجتا ہے اور یہ مقید مفہوم بہت قبیح بلکہ ممنوع ہے کیونکہ عقل ونقل اس کے برخلاف شاہد ہے

دلیل نقلی یہ ہے کہ جو نشانیاں آنحضرت صلعم اور دیگر انبیاء علیہم السلام کے برزخی حالات کی نسبت وارد ہوئی ہیں وہ اس امر کی تصریح کرتی ہیں کہ وہ اپنی مرضی کے موافق برزخ میں بولتے چالتے ہیں اور کسی بات سے منع نہیں کئے گئے ہیں بلکہ تمام مومنین اور شہداء وغیرہ بھی برزخ میں اپنی خواہش کے موافق گفتگو کرتے ہیں۔ کسی بات سے محروم نہیں کئے گئے ہیں اور کسی کی نسبت یہ نہیں آیا ہے کہ وہ برزخ میں گویائی سے محروم کیا گیا ہے بجز اس شخص کے جو بلا وصیت مرا ہو جیسا کہ ابوالشیخ نے کتاب الوصایا میں قیس بن قبیصہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے۔

من لم یوص لم یوذن له فی الکلام مع الموتی قیل یا رسول اللہ وھل یتکلم الموتی قال نعم ویتزاورون	جو شخص بلا وصیت مرا ہوگا اس کو مُردوں سے بات کرنے کی اجازت نہ ہوگی۔ کہا گیا یا رسول اللہ کیا مردے بات کرتے ہیں۔ فرمایا ہاں اور باہم ملاقات بھی کرتے ہیں۔

شیخ تقی الدین سبکی نے کہا۔ انبیاء و شہداء اپنی اپنی قبروں میں ویسے ہی زندہ ہیں جیسے دنیا میں زندہ تھے چنانچہ موسیٰ علیہ السلام کا اپنی قبر میں نماز پڑھنا اس پر شاہد ہے کیونکہ نماز کے لئے زندہ جسم درکار ہے اسی طرح وہ صفات جو انبیاء علیہم السلام کی نسبت قصۂ معراج میں وارد ہوئی ہیں وہ سب اجسام کی صفات ہیں مگر اس حیات کے حیات حقیقی ہونے سے یہ نہیں لازم آتا کہ جس طرح دنیا میں کھانے پینے کی حاجت تھی ویسے ہی آخرت میں بھی ہو۔ البتہ ادراکات مثلاً علم و سماع یہ بیشک انبیاء علیہم السلام اور تمام مردوں کے لئے ثابت ہیں۔

دلیل عقلی یہ ہے کہ نطق سے بعض اوقات روکنا ایک قسم کی قید و تعذیب ہے اسی لئے تارکِ وصیت کو یہ سزا دی گئی ہے اور جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم اس سے منزہ ہیں

لہٰذا آپ کو وفات کے بعد ہرگز کسی طرح کی قید نہیں لاحق ہو سکتی چنانچہ آپ نے خود مرض وفات میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا۔

لا کربۃ علی ابیک بعد الیوم۔ اے فاطمہؓ! آج کے بعد سے تمہارے باپ پر کوئی سختی نہیں۔ علاوہ اس کے جب کہ شہدا اور تمام مومنین بجز مستثنیٰ لوگوں کے ممانعت نطق کی سزا نہیں دیئے گئے تو پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے یہ کب جائز ہو گی۔

(۷) شیخ تاج الدین کے کلام سے ایک دوسرا جواب نکلتا ہے اور اس کی تقریر یہ ہے کہ رد روح سے نطق اور رد سے استمرار بلا مفارقت مراد ہے جیسا کہ ہم نے جواب سوم میں بیان کیا ہے لیکن فرق یہ ہے کہ اس تقدیر پر حدیث میں دو مجاز ہیں ایک لفظ رد میں اور دوسرا لفظ روح میں۔ پہلا استعارہ تشبیہہ ہے اور دوسرا مرسل ہے اور ہمارے جواب سوم کی تقریر میں صرف ایک مجاز لفظ رد میں مانا گیا ہے۔

(۸) جواب مذکور سے ایک دوسرا جواب بھی پیدا ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ روح سے کنایۃً سمع مراد ہے اور مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے اس سمع کو جو خارق عادت ہے۔ آپ پر رد کر دے گا۔ جس سے آپ مسلم کا سلام دور سے بھی سن لیں گے اور اس کے آپ تک پہنچنے میں قاصد کی وساطت کی ضرورت نہ پڑے گی اور اس سے معمولی سمع مراد نہیں ہے۔ آنحضرت صلعم کی دنیا میں ایک ایسی حالت ہوتی تھی جس میں آپ کی سماعت خارق عادت ہوتی تھی یہاں تک کہ آپ آسمان کے اوپر کی آواز سن لیا کرتے تھے جیسا کہ کتاب المعجزات میں بیان کیا گیا ہے اور آپ کی یہ سماعت بعض اوقات آپ سے منفک ہو جاتی تھی اور پھر عود کر آتی تھی۔

اس میں کوئی قباحت نہیں ہے۔ اور آپ کی برزخی و دنیاوی حالت برابر ہے۔

(۹) آٹھویں جواب سے ایک اور جواب بھی نکلتا ہے اور وہ یہ ہے کہ روح سے معمولی سمع مراد ہے اور رد روح سے استغراق ملکوتی اور مشاہدۂ خاص سے ہوش میں آنا اور مطلب یہ ہے کہ جب دنیا کا کوئی آدمی آپ پر سلام بھیجے گا تو اس وقت آپ کو اللہ تعالیٰ اس کے جواب کی طرف متوجہ کر دے گا اور جب جواب سے

فارغ ہوں گے تو پھر اپنے استغراق اور مشاہدے میں مصروف ہو جائیں گے۔

(۱۰) نویں جواب سے ایک اور جواب نکلتا ہے اور وہ یہ ہے کہ رد روح سے ایسے کاموں سے آزاد اور فارغ البال ہونا مراد ہے جن میں آپ عالمِ برزخ میں مشغول رہا کرتے ہیں مثلاً امت کے اعمال پر نظر کرنا اس کے لئے گناہوں سے مغفرت چاہنا اس کے لئے دفع بلیات کی دعا کرنا۔ اطرافِ زمین میں نزولِ برکت کی غرض سے آمد و رفت کرنا۔ اور صالحینِ امت کے جنازہ میں شریک ہونا کیونکہ یہ سب کام برزخ میں آپ کے اشغال میں سے ہیں جیسا کہ احادیث و آثار میں وارد ہوا ہے پس چونکہ آپ پر سلام بھیجنا بہترین اعمال اور بزرگ ترین عبادات سے ہے اس لئے سلام بھیجنے والے کو یہ خصوصیت عطا ہوئی کہ جناب سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے لئے ایک لحظہ اپنے ضروری اشغال سے فارغ ہو کر اس میں براہ عزت بخشی و معاوضہ اس کے سلام کا جواب دیتے ہیں۔

یہ دس جواب ہیں جو سب کے سب میرے استنباط کئے ہوئے ہیں اور جاحظ کا قول ہے کہ جب فکر و حفظ میں باہم میل جول ہوتا ہے تو اس سے عجیب عجیب باتیں پیدا ہوتی ہیں۔

(۱۱) پھر مجھے گیارہواں جواب سوجھا اور وہ یہ ہے کہ روح سے روحِ حیات مراد نہیں ہے بلکہ اس سے راحت و مسرت مراد ہے جیسا کہ آیت فروح و ریحان میں ضمۂ راء کی قرأت پر روح سے راحت و مسرت مراد لی گئی ہے اور مطلب یہ ہے کہ آنحضرت صلعم کو سلام بھیجنے سے مسرت و شادمانی ہوتی ہے اس لئے کہ سلام آپ کو مرغوب ہے اور یہی مسرت آپ کو جواب دینے پر آمادہ کرتی ہے۔

(۱۲) پھر مجھے بارہواں جواب سوجھا اور وہ یہ ہے کہ روح سے وہ رحمت مراد ہے جو درود کے ثواب سے پیدا ہوتی ہے۔ اور لفظ روح کبھی رحمت کے معنی میں بھی آتا ہے۔

ابن اثیر نے "نہایہ" میں لکھا ہے کہ روح کا ذکر حدیث میں مکرر آیا ہے جیسا

کہ قرآن مجید میں آیا ہے اور اس کے کئی معنی آتے ہیں لیکن غالب معنی اس روح کے ہیں جس سے بدن کا قیام ہوتا ہے اور کبھی اس کا اطلاق۔ قرآن۔ وحی۔ رحمت اور جبرئیل پر بھی ہوتا ہے۔

ابن منذر نے اپنی تفسیر میں حسن بصری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے آیت فروح و ریحان میں (ر) کو ضمہ پڑھا اور یہ کہا کہ روح کے معنی رحمت کے ہیں۔"

اور اوپر حدیث انس رضی اللہ عنہ میں مذکور ہوا کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ درود قبر میں میرے پاس اسی طرح پیش کیا جاتا ہے جیسے تمہارے یہاں تحفے اور معاوضے پیش کئے جاتے ہیں۔" اس حدیث میں درود سے اس کا ثواب یعنی اللہ کی رحمت و انعام مراد ہے (پس حاصل مطلب یہ ہوا کہ جب کوئی مجھ پر سلام بھیجے گا اللہ تعالیٰ اس کا ثواب یعنے اپنی رحمت مجھ کو پہنچائے گا اور میں اس کا جواب دوں گا۔

(۱۳) پھر مجھے تیرہواں جواب سوجھا اور وہ یہ ہے کہ روح سے مراد وہ فرشتہ ہے جو آنحضرت صلعم کے مرقد منور پر سلام پہنچانے کے لئے متعین ہے اور روح کا اطلاق جبرئیل علیہ السلام کے علاوہ اور فرشتوں پر بھی آتا ہے چنانچہ راغب نے کہا ہے کہ بزرگ ترین فرشتے ارواح کہلاتے ہیں، پس اس صورت میں جملہ رد اللہ الخ کے معنی یہ ہوئے کہ اللہ تعالیٰ متعین فرشتے کو میرے پاس سلام پہنچانے کے لئے بھیجے گا۔

یہ آخری جواب ہے جو مجھے سوجھا ہے۔ والعلم الحق عند اللہ العلام

تنبیہ شیخ تاج الدین کی مذکورۂ بالا تقریر میں دو باتیں قابل لحاظ ہیں۔

اوّل یہ کہ انہوں نے حدیث مذکور کو ترمذی کی طرف منسوب کیا ہے اور یہ غلط ہے بلکہ اس حدیث کو صحاح ستہ کے مصنفین میں سے صرف ابوداؤد نے نقل کیا ہے جیسا کہ حافظ جمال الدین نے اطراف میں ذکر کیا ہے۔

دوم یہ کہ شیخ نے حدیث مذکور کو بلفظ "رد اللہ الیّ" نقل کیا ہے

اور یہ اولیٰ و انسب ہے اس لئے کہ الیٰ و علیٰ کے تعدیہ میں ایک فرق لطیف ہے اور وہ یہ ہے کہ رد اہانت کی صورت میں۔ علیٰ کے ساتھ متعدی ہوتا ہے اور اکرام کی صورت میں الیٰ کے ساتھ صحاح میں ہے کہا جاتا ہے ردعلیہ الشئی جب کہ اس چیز کو قبول نہ کیا ہو اسی طرح ردعلیہ جب کہ اس کو خطاوار ٹھہرایا ہو اور کہا جاتا ہے ردہ الی منزلہ یعنی اس کو اس کے گھر پہنچایا وَرَدَّ اِلَیْہِ جَوَابًا یعنی اس کو جواب دیا۔

راغب نے کہا۔ پہلی قبیل سے یہ آیات ہیں (۱) یَرُدُّوْکُمْ عَلٰی اَعْقَابِکُمْ (۲) رُدُّوْھَا عَلَیَّ (۳) وَنُرَدُّ عَلٰی اَعْقَابِنَا۔ اور دوسری قبیل سے یہ آیات (۱) وَلَئِنْ رُدِدْتُ اِلٰی رَبِّیْ لَاَجِدَنَّ خَیْرًا مِّنْھَا مُنْقَلَبًا (۲) فَرَدَدْنٰہُ اِلٰی اُمِّہٖ (۳) ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰی عٰلِمِ الْغَیْبِ وَالشَّھَادَۃِ (۴) ثُمَّ رُدُّوْا اِلَی اللّٰہِ مَوْلٰھُمُ الْحَقِّ "

واضح ہو کہ راغب نے کہا ہے رد کے ایک معنی تفویض کے بھی ہیں چنانچہ کہا جاتا ہے رَدَدْتُ الْحُکْمَ فِیْ کَذَا اِلٰی فُلَانٍ یعنی میں نے اس کا فیصلہ فلاں کے تفویض کیا ہے۔ اور یہی معنی ان آیات میں بھی ہیں۔ (۱) فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْہُ اِلَی اللّٰہِ وَالرَّسُوْلِ (۲) وَلَوْ رَدُّوْہُ اِلَی الرَّسُوْلِ وَاِلٰی اُولِی الْاَمْرِ مِنْھُمْ۔

(۱۴) راغب کے اس قول سے حدیث مذکور کا چودہواں جواب بھی نکلتا ہے اس طرح پر کہ حدیث میں لفظ رد سے تفویض کے معنی اور لفظ روح سے رحمت کے معنی مراد لئے جائیں جیسے صلوۃ اللہ کے معنی اللہ کی رحمت کے ہیں اور آنحضرت صلعم پر سلام بھیجنے والا گویا اپنے سلام کے ذریعہ سے رحمت الہی کا خواستگار ہوتا ہے۔ جیسا کہ اس حدیث سے پایا جاتا ہے۔

مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ وَاحِدَۃً صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ عَشْرًا۔	جو مجھ پر ایک بار درود بھیجے گا۔ اللہ تعالیٰ اس پر دس بار بھیجے گا۔

اور یہ ابھی معلوم ہو چکا ہے کہ صلوٰۃ اللہ کے معنی اللہ کی رحمت کے ہیں اس رحمت کے معاملہ کو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلعم کے تفویض کیا ہے کہ آپ سلام بھیجنے والے کے لئے دعا کریں جس سے اس کے سلام کو اجابت قطعی ہو جائے پس جو رحمت سلام بھیجنے والے کو پہنچتی ہے وہ محض آنحضرت صلعم کی دعا کی برکت اور رد سلام سے ہے اور یہ گویا سلام بھیجنے والے کے سلام قبول کرنے اور اس پر اجر و ثواب دینے کے لئے ایک طرح کی سفارش ہے اور دوحی میں اضافت مجرد ملابست کی وجہ سے ہے۔

اس تاویل پر حدیث مذکور کی نظیر وہ جملے ہیں جو حدیث شفاعت و حدیث معراج میں وارد ہوئے ہیں۔ اور وہ یہ ہیں۔

(۱) فیرد ھا ھذا الی ھذا وھذا الی ھذا حتی ینتھی الی محمد صلی اللہ علیہ وسلم

اس شفاعت کو یہ اس کے اور وہ اس کے سپرد کرے گا یہاں تک کہ آخر میں حضرت سید المرسلین کی نوبت آئے گی۔

(۲) لقینی لیلۃ اسری بی ابراھیم وموسیٰ وعیسیٰ (علیہم السلام فتذاکروا فی امر الساعۃ فردوا امرھم الی ابراھیم فقال لا علم لی بھا فردوا امرھم الی موسی فقال لا علم لی بھا فردوا الی عیسیٰ۔

مجھے شب معراج میں ابراہیم و موسیٰ و عیسیٰ علیہم السلام ملے تو باہم قیامت کا چرچا ہوا۔ سب نے اس امر کو ابراہیم علیہ السلام کے حوالہ کیا۔ انہوں نے کہا مجھے اس کا علم نہیں پھر اس امر کو موسیٰ علیہ السلام کے حوالہ کیا انہوں نے بھی کہا مجھے اس کا علم نہیں پھر اس کو عیسیٰ علیہ السلام کے حوالے کیا۔

پس اس توجیہ کی بنا پر حدیث کے محصل معنی یہ ہوئے کہ اللہ تعالیٰ اس رحمت کے معاملہ کو جو میرے سبب سے سلام بھیجنے والے کو حاصل ہو گی میرے تفویض کرے گا یہاں تک کہ میں خود اس کے لئے دعا کا کفیل ہوں گا کہ اس کے سلام کے مقابلے میں بطور جواب لفظ سلام کو اپنی زبان سے ادا کروں گا اور اس کو دعا دوں گا۔

(۱۵) پھر مجھے پندرہواں جواب سوجھا اور وہ یہ ہے کہ روح سے مراد وہ رحمت ورافت ہے جو فطری طور پر آنحضرت صلعم کے قلبِ منور میں اپنی امت کے ساتھ پائی جاتی ہے جس سے آپ ہمیشہ اس پر مہربان رہتے ہیں اور صرف اس شخص سے بعض اوقات ناراض ہوتے ہیں جس کے گناہ بھاری ہوتے ہیں اور جو اللہ کے نواہی کا مرتکب ہوتا ہے چونکہ آپ پر درود کا بھیجنا گناہوں کی بخشایش کا ذریعہ ہے جیسا کہ حدیث میں آیا ہے اذا تکفی همك ويغفر ذنبك اس لئے آپ نے یہ خبر دی کہ جو کوئی مسلمان خواہ اس کے گناہ کتنے ہی زیادہ ہو گئے ہوں مجھ پر سلام بھیجے گا اس پر میری فطری رحمت کا فیضان ہو گا یہاں تک کہ میں اپنے آپ اس کے سلام کا جواب دوں گا اور اس کا گناہ مجھے جواب دینے سے مانع نہ ہو گا۔

اس میں شک نہیں کہ یہ تقریر نفیس اور بشارت عظیم ہے اور اس کے ساتھ یہ خوبی بھی ہے کہ حدیث مذکور کے جملہ ما من احد میں احد منفی خود مفید استغراق ہے اور اس پر من استغراقیہ کی زیادتی مؤکد استغراق پس من کی زیادتی سے استغراق کی ایسی تصریح ہو گئی کہ اب یہ نہیں کہا جا سکتا کہ یہاں عام سے خاص مراد ہے۔

مجھے اللہ تعالیٰ نے جتنے جوابات سمجھائے تھے اب وہ سب ختم ہو گئے۔ اس کے بعد اگر اللہ تعالیٰ کوئی اور جواب سمجھائے گا تو اوس کو بھی اس میں شامل کر دوں گا۔ واللہ الموفق والمعین۔

تنبیہ

بعد کو میں نے حدیث مذکور کو بیہقی کی کتاب "حیات الانبیاء" میں بلفظ الّا وقد ردّ اللّٰہ علیّ رُوحی۔ دیکھا تو خدا کا بہت شکر کیا اور اس سے یہ احتمال بہت قوی ہو گیا کہ جس روایت میں لفظ قد ساقط ہو گیا ہے اس میں وہ محذوف ہے اور اس کا حذف راویوں کا تصرف ہے۔ چنانچہ اس بات کو میں جواب دوم میں بیان کر چکا ہوں۔

بیہقی کی اس روایت کی بنا پر اب میں جواب دوم کی ترجیح کی جانب مائل ہوگیا اور وہ میرے نزدیک سب جوابوں سے زیادہ قوی ہے اور اس توجیہہ کی بنا پر حدیث مذکور سے یہ خبر دینا مقصود ہے کہ اللہ تعالیٰ موت کے بعد آپ کی روح کو آپ کے جسم میں پھر واپس کردے گا اور آپ ہمیشہ زندہ رہیں گے یہاں تک کہ اگر کوئی شخص آپ پر سلام بھیجے گا تو آپ بھی بوجہ اپنی حیات کے اس کے سلام کا جواب دیں گے۔ پس یہ حدیث آنحضرت صلعم کے قبر میں زندہ رہنے کے باب میں تمام مذکورۂ بالا حدیثوں کے موافق ہے اور کسی طرح ان کی معارض نہیں۔

اسی بنا پر بعض حفاظ حدیث نے کہا ہے کہ اگر ایک ہی حدیث ساٹھ طرق سے نہ لکھی جاتی تو وہ ہماری سمجھ میں نہ آتی اس لئے کہ بعض طرق میں بہ نسبت بعض کے زیادتی ہوتی ہے کبھی الفاظ متن میں اور کبھی اسناد میں پس طریق زائد سے طریق ناقص کے مخفی مطلب کی توضیح ہوجاتی ہے۔ واللہ اعلم وعلمہ اتم واحکم کتاب انباء الاذکیا فی حیاۃ الانبیاء تمام ہوئی۔

والحمد للہ وحدہ والصلوۃ والسلام علی من لانبی بعدہ سیدنا و مولانا محمد وآلہ واصحابہ واولادہ وازواجہ وذریتہ واھل بیتہ اجمعین۔

حَيَاةُ الاَنْبِيَاءِ

صَلوٰةُ اللہ وسلام علیہم اجمعین

للامام الحافظ الحجة ابی بکر احمد بن الحسین

البیہقی الشافعی المتوفی سنة ۵۸ھ رحمة اللہ تعالیٰ

علق علیہ شرحاً لطیفاً خادم السنة النبویة الفقیر الی رحمة ربّہ

محمد بن محمد الخانجی البوسنوی من علماء الازہر الشریف

باہتمام

اِدارۂ اسلامیات نمبر ۱۹۰ انارکلی لاہور ۲

فون ۳۵۳۲۵۵ - ۷۲۴۳۹۹۱ - ۳۲۴۷۸۵

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اسنادِ کتاب

(اس کتاب کی دو اسناد منقول ہیں)

(۱) امام ابونصر عبدالرحیم بن عبدالکریم ہوازن قشیری رحمۃ اللہ علیہ نے نیشاپور سے مجھے خط لکھا اور فرمایا کہ

"ہمیں امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے بتایا۔ وہ پڑھ رہے تھے اور میں سن رہا تھا۔ یہ واقعہ ربیع الثانی ۴۴۵ھ کا ہے۔"

(۲) امام حافظ ابوبکر محمد بن عبداللہ بن حبیب عامر ایدہٗ اللہ نے مجھے بتایا کہ "ہمیں شیخ القضاہ ابوعلی اسمٰعیل بن احمد بن حسین بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے بتایا: میں نے یہ کتاب

(تشریح) اللہ رب العالمین کی ہی حمد ہے اور تمام انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کے سردار اور آپؐ کی آل واصحاب پر درود و سلام ہو (امابعد) محمد بن محمد خانجی بومعتوی عرض کرتا ہے کہ حافظ ابوبکر بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حیاتِ انبیاء پر ایک کتابچہ لکھا: شیخ جلال الدین سیوطیؒ نے بھی اس مسئلہ پر انباہ الاذکیاء کے نام سے ایک کتابچہ لکھا ہے جس میں انہوں نے امام بیہقی کی کتاب کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: کہ

"امام بیہقیؒ نے قبروں میں انبیاء علیہم السلام کے زندہ ہونے کے بارے میں ایک کتاب لکھی ہے" اب اللہ ہی سے ہدایت و توفیق کی درخواست ہے۔

ان کے سامنے پڑھی" اور امام رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ "ہمارے والد قدس اللہ سرہٗ نے فرمایا۔

آغازِ کتاب سب حمد اللہ رب العالمین کے لیے ہی ہے اور بہتر انجام ڈرنے والوں کا ہے۔ ہمارے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی آل پر رحمت ہو۔ اس مختصر سے کتابچے میں انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے (دنیا سے) انتقال کے بعد کی زندگی کے بارے میں کچھ باتیں عرض کی جاتی ہیں۔

انبیاء قبروں میں زندہ، نماز پڑھتے ہیں

نوٹ: (طوالت کے پیشِ نظر ہم نے اردو ترجمہ میں احادیث کی طوالت اسناد حذف کر کے صرف آخری راوی کا نام درج کیا ہے۔ البتہ عربی حصّہ میں تمام روایات مندرج ہیں۔ بحثِ اسانید سے دلچسپی رکھنے والے حضرات عربی حصّہ سے دیکھ لیں۔

حدیث نمبر۱ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہوتے، نماز پڑھتے ہیں۔" (اس حدیث کے پہلے راوی

حدیث نمبر۱: حضرت انسؓ کی اس مرفوع روایت کو جامع صغیر میں علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے بتایا کہ یہ روایت مسند ابی یعلی موصلیؒ میں آئی ہے۔ شارحؒ نے بتایا کہ یہ صحیح ہے نظم المتناثر من الحدیث المتواتر کے موقف نے بتایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے تواتر کے ساتھ یہ روایت ہے کہ "انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں" اور سیوطیؒ نے مرقاۃ الصعود حاشیہ سنن ابی داؤدؒ میں بتایا کہ اس (حیات انبیاء) پر مروی احادیث متواتر ہیں۔ انہوں نے اپنی کتاب انباہ الاذکیاء حیاۃ الانبیاء میں بتایا، کہ ہمارے نزدیک علم قطعی یقینی کی حد تک حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر میں اور تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ

ابوسعید احمد بن محمد بن خلیل رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ باقی رواۃ عربی حصہ میں دیکھئے۔ یہ روایت
حسن بن قتیبہ مدائنی کے مفردات سے شمار کی جاتی ہے۔

والسلام (اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ اس لیے کہ (حیاتِ انبیاء) پر کافی دلائل اور روایات
متواتر موجود ہیں۔ ابن قیمؒ نے کتاب الروح میں ابو عبد اللہ قرطبیؒ سے نقل کیا کہ حضور نبی اکرم
صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح روایت ہے۔" زمین ، انبیاء کے اجساد کو نہیں کھاتی" نیز حضور صلی
اللہ علیہ وسلم نے بیت المقدس میں معراج کی رات کو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور حضرت
موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات فرمائی اور بتایا کہ جب بھی کوئی مسلمان آپؐ پر سلام بھیجتا ہے
تو اللہ تعالیٰ آپؐ پر آپؐ کی روح لوٹاتا ہے۔ آخر آپ سلام کا جواب دیتے ہیں۔ ان سے
قطعی طور پر معلوم ہوا کہ انبیاء علیہم السلام کی موت کا مطلب یہ ہے کہ وہ ہم سے اس طرح غائب
ہوئے کہ اگرچہ وہ زندہ و موجود ہیں مگر ہم ان کا ادراک نہیں کرتے۔ فرشتوں کا بھی یہی حال
ہے وہ بھی زندہ موجود ہیں لیکن ہم انہیں نہیں دیکھتے۔ قرآن مجید میں بھی انبیاء علیہم السلام کی
وفات کے بعد کی زندگی پر دلالت موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا :-

لا تحسبن الذين قتلوا	جو اللہ کی راہ میں قتل ہوئے ، انہیں
سبيل الله اموا تا بل	مُردے نہ سمجھو۔ بلکہ وہ زندہ ہیں
احياء عند ربهم (الآیۃ)	اپنے پروردگار کے ہاں۔

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ موافقت کے طور پر تمام انبیاء علیہم السلام
وفات کے بعد زندہ ہوتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ شہداء کے مقابلہ میں انبیاء علیہم السلام
اس شرف کے زیادہ مستحق ہیں اور لفظی عموم سے ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا زندہ ہونا ثابت
ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم میں نبوت اور شہادت
دونوں جمع فرما دیں اور یہ صحیح ہے۔ امام سیوطیؒ نے فرمایا : ہر نبی میں (اللہ تعالیٰ نے) نبوت
کے ساتھ ساتھ شہادت کا وصف بھی جمع فرما دیا۔

حدیث نمبر ۲ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔

"انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ، نماز پڑھتے ہیں"

(اس حدیث کے پہلے راوی یحییٰ بن ابی بکر رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ باقی رواۃ عربی حصہ دیکھئے)

حدیث نمبر ۳ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ایک موقوف روایت بھی ہے (جس کے پہلے راوی امام ابوعثمان ہیں۔ دوسرے رواۃ عربی حصّہ میں دیکھئے) کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

"انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ، نماز پڑھتے ہیں"

حدیث نمبر ۴ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ انہوں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہوئے بتایا ، کہ آپ نے فرمایا :۔

"انبیاء کو اپنی قبروں میں چالیس راتوں کے بعد نہیں چھوڑا جاتا۔ مگر یہ کہ وہ (اس کے بعد) صور پھونکے جانے تک اللہ عزّ وجل کے سامنے نماز پڑھتے رہتے ہیں"

(مگر یہ تکلیف وہ صورت نہیں ہوتی۔ بلکہ یہ ان کے لیے ایک غذا اور انعام کی شکل ہوتی ہے۔ اور اس طرح اس عالم میں بھی ان کے درجات میں ترقی جاری رہتی ہے)

یہ الفاظ صحیح ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس قدر نماز پڑھ کر کے وہ پھر اللہ عزوجل کے سامنے نماز میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ واللہ اعلم جیسے کہ ہم نے پہلی حدیث میں نقل کیا ، اس کا ایک مفہوم یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ان کے اجسام مع ارواح اٹھ جاتے ہیں۔ سفیان ثوری رح نے الجامع میں روایت کیا کہ ہمیں اپنے شیخ نے حضرت سعید بن مسیّب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہوئے بتایا کہ

"کوئی نبی، اپنی قبر میں چالیس راتوں سے زیادہ نہیں ٹھہرتا اس کے بعد اُسے اُٹھا لیا جاتا ہے"۔

اس طرح تمام انبیاء علیہم السلام زندوں کی طرح ہوتے ہیں، اور جہاں اللہ عزّ وجل انہیں ٹھہراتے ہیں، وہیں ٹھہرتے ہیں۔ جیسے کہ ہم نے حدیثِ معراج وغیرہ میں بتایا کہ

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنی قبر میں کھڑے نماز پڑھتے دیکھا۔ پھر آپ نے ان کو بیت المقدس میں تمام انبیاء علیہم السلام کے ہمراہ دیکھا، پھر انہیں آسمانوں میں دیکھا اور اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے (یاد رہے) کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی حیات بعد وفات پر احادیثِ صحیحہ میں بکثرت دلائل موجود ہیں۔

حدیث نمبر ۵ حضرت سلیمان تیمیؒ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ کہ انہیں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابیؓ نے بتایا کہ

"حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم معراج کی رات کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبر کے پاس سے گزرے اور وہ اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھے"[1]

---

[1] اس روایت سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت انسؓ بن مالک نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث خود نہیں سُنی بلکہ انہیں ایک دوسرے صحابیؓ نے بتایا، ابو یعلی موصلیؒ نے بھی اسی طرح روایت کیا، اور یہ بھی ممکن ہے کہ حضرت انسؓ نے ایک بار کسی واسطہ سے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہو، اور ایک بار بلا واسطہ (براہِ راست) سنا ہو اور تیمی کو سماع کی صراحت کا علم نہ ہو سکا۔ اگرچہ حضرت انسؓ کا اس میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سماع ثابت نہیں مگر پھر بھی یہ حدیث مراسیل صحابہ میں سے ہے اور اس میں کچھ حرج

حدیث نمبر ۶ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے روایت کیا، کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

"میں موسیٰ (علیہ السلام) کے پاس سے گزرا تو وہ اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھے"۔

(اس کی سند کے تمام رواۃ کے لیے عربی حصہ دیکھئے)

حدیث نمبر ۷ ثابت بنانیؒ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

"میں معراج کی رات کو موسیٰ (علیہ السلام) کے پاس سرخ ٹیلے کے پاس آیا۔ اور وہ اپنی قبر میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے"۔[۱]

اسے ابوالحسین مسلم بن حجاج نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ نے حماد بن سلمۃ کی سند سے دونوں نے روایت کیا نیز ثوریؒ، عیسیٰؒ بن یونس اور جریرؒ بن عبدالحمید کی سند سے تیمیؒ

نہیں۔ شیخ عراقیؒ نے الفیہ میں فرمایا۔

اَمَّا الَّذِیْ اَرْسَلَہُ الصَّحَابِیُ فَحُکْمُہٗ الْوَصْلُ عَلَی الصَّوَابِ

(صحیح یہ ہے کہ صحابیؓ کی مرسل روایت کا حکم بھی متصل کا ہے)

اور علامہ سیوطیؒ نے الفیہ میں فرمایا: کہ "اصح مذہب کے مطابق صحابیؓ کی مرسل روایت بھی متصل ہوتی ہے"۔

شارحؒ کہتا ہے کہ صحیح بات کہ جس کی جمہور نے بھی قطعیت کے ساتھ تائید کی اور صحیح کے لیے چند شرائط رکھنے والے اور ضعفِ مرسل کے قائل محدثین نے بھی اس پر اتفاق کیا۔ وہ یہ ہے کہ صحابیؓ کی مرسل روایت بھی متصل کے حکم میں ہوتی ہے" اور صحیحین (بخاریؒ و مسلمؒ) میں ایسی روایات بکثرت ملتی ہیں۔

[۱] صحیح بخاریؒ میں ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی موت کے وقت اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ "مجھے ارض مقدس سے پتھر پھینکنے کے فاصلہ تک قریب کر دے"۔ اور حضور نبی اکرم صلی اللہ

سے روایت کیا۔

حدیث نمبر ۸ حضرت ابوہریرہؓ نے روایت کیا فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ

"میں نے اپنے آپ کو حطیم میں دیکھا (اس وقت) میں قریش کو سفر معراج کی تفصیل بتا رہا تھا (قریش) نے بیت المقدس کی بعض ایسی چیزوں کا پوچھا، جو میرے ذہن میں نہ رہی تھیں۔ مجھے اس قدر پریشانی ہوئی کہ اس سے پہلے کبھی ایسی پریشانی نہ ہوئی تھی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس کو اٹھا کر میرے سامنے کر دیا، میں اس کی طرف دیکھ رہا تھا، اور وہ لوگ جو بات پوچھتے رہے میں بتاتا رہا۔ اور میں نے اپنے آپ کو انبیا کی جماعت میں دیکھا (اور اچانک یہ بھی دیکھا) کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام (بھی موجود ہیں) جو کہ کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں۔ یہ ضرب[1] (کم گوشت) گھنگھریالے بالوں والے آدمی ہیں۔ گویا قبیلہ شنوءۃ[2] سے ہوں۔ اور اچانک (یہ بھی دیکھا) کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں۔ یہ عروۃ بن مسعود ثقفیؓ[3] سے مشابہ ہیں اور اچانک (یہ بھی

علیہ وسلم نے فرمایا: کہ "اگر میں وہاں ہوتا، تو میں تمہیں سرخ ٹیلے کے نیچے راستہ کی جانب ان کی قبر دکھاتا"، شارحینؒ نے فرمایا: کہ اصح یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبر، ارض مقدس سے پتھر پھینکے جانے کے فاصلہ پر صحرا میں ہے اور کثیب کا مطلب ریت کا ایک بڑا ٹیلہ ہے۔

[1] الضرب کا معنی ہے کم گوشت والا آدمی۔ اعشی نے کہا: انا الرجل الضرب الذی تعرفونہ۔ خشاش کراس الحیۃ المتوقد (میں کم گوشت والا آدمی ہوں جسے تم جانتے ہو۔ اس قدر غضبناک کہ جیسے دہکتے ہوئے سانپ کا سر ہو۔

[2] شنوءۃ یہ عرب کا ایک قبیلہ ہے۔

[3] حضرت عروۃ بن مسعودؓ ایک صحابی ہیں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قبیلہ ثقیف سے واپس تشریف لائے تو یہ مسلمان ہوئے پھر یہ اپنی قوم کی طرف گئے۔ یہ قوم کے سردار تھے مگر قوم نے انہیں شہید کر دیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ہوئی، تو آپ نے فرمایا کہ "ان کی مثال اپنی قوم میں یوں ہے

دیکھا) کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں جو کہ تمہارے صاحب یعنی خود (حضور صلی اللہ علیہ وسلم) سے مشابہ ہیں۔ آخر نماز کھڑی ہوئی، اور میں نے ان کی امامت کی، جب ہم نماز سے فارغ ہوئے، تو ایک کہنے والے نے مجھ سے کہا: اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ صاحب نار (دوزخ کا فرشتہ) ہے، اسے سلام کہئے، میں اس کی طرف متوجہ ہوا۔ تو اس نے سلام کرنے میں پہل کی۔ اسے صحیح مسلم میں عبد العزیزؒ کی حدیث سے روایت کیا، اور حضرت سعید بن مسیبؓ وغیرہ کی روایت میں ہے کہ

"آپ انہیں (انبیاء علیہم السلام) کو بیت المقدس کی مسجد میں ملے" حضرت ابوذرؓ اور مالک بن صعصعہؓ کی حدیث میں واقعۂ معراج کے سلسلہ میں آتا ہے کہ

"آپؐ ان سے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی جماعت میں آسمانوں میں ملے۔ آپؐ نے ان سے کلام کیا۔ اور انہوںؑ نے آپ سے کلام کیا"

یہ تمام روایات صحیح ہیں۔ ان میں کوئی حدیث ایک دوسرے کے خلاف نہیں، آپؐ موسیٰ علیہ السلام کو بھی یقیناً ان کی قبر میں دیکھتے ہیں۔ پھر حضرت موسیٰ و دیگر انبیاء علیہم السلام کے ہمراہ بیت المقدس کی طرف رات رات میں سفر کرتے ہیں۔ جیسے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے رات رات میں سفر کیا۔ چنانچہ وہاں بھی انہیں دیکھا، پھر آپؐ ان کے ہمراہ آسمانوں پر چڑھے۔ جیسے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اوپر تشریف لے گئے۔ چنانچہ وہاں بھی انہیں دیکھا، جیسے کہ آپ نے بتایا اور مختلف اوقات میں ان کا نماز پڑھنا بھی عقل کے لحاظ سے جائز ہے، جیسے کہ صحیح حدیث میں آتا ہے' ان تمام احادیث سے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زندہ ہونے کا پتہ چلتا ہے مزید برآں اس مفہوم کی ایک حدیث یہ بھی ہے۔

حدیث نمبر ۹ حضرت ابو اشعث صنعانیؒ نے حضرت اوسؓ بن اوس سے روایت کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

کہ جیسے صاحب یٰسین کا اپنی قوم میں معاملہ ہوا۔ انہوں نے قوم کو اللہ کی طرف بلایا۔ انہوں نے ان کو قتل کر دیا۔

"تمہارا سب سے بہترین دن جمعہ ہوتا ہے۔ اسی دن آدمؑ پیدا ہوئے۔ اور اسی دن وفات پائی اور اسی روز صُور پھونکا جائے گا اور اسی روز دوبارہ اُٹھنا ہوگا۔ اس لیے اس روز مجھ پر کثرت سے درود بھیجا کرو، اس لیے کہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے"۔

صحابہؓ نے عرض کیا، کہ ہمارا درود آپ پر کیسے پیش کیا جائے گا؟ جب کہ آپ ختم ہو چکے ہوں گے، کہا کرتے ہیں کہ وہ بوسیدہ ہو گیا، آپ نے فرمایا:-

"یقیناً اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاء علیہم السلام کے اجساد کو کھائے"۔

اسے ابوداؤد سجستانیؒ نے کتاب السنن[1] میں روایت کیا اور اس کے بکثرت شواہد ہیں۔ مثلاً

---

[1] اسے احمدؒ، نسائیؒ، ابن ماجہؒ اور دارمیؒ نے بھی روایت کیا، بیہقی کتاب الدعوات الکبیر میں اور ابن خزیمہؒ اور ابن حبانؒ نے صحیح میں اور طبرانیؒ نے معجم کبیر میں اور سعیدؒ بن منصور نے سنن میں اور ابن ابی شیبہؒ اور حاکمؒ نے روایت کیا، اور صحیح بتایا، امام نوویؒ نے بھی اسے صحیح تسلیم کیا، اس کی سند میں عبدالرحمٰن بن یزید بن جابر ہیں۔ یحییٰ بن معین اور عجلیؒ نے اسے ثقہ بتایا، اور احمدؒ نے فرمایا کہ یہ لیس بہ باس یعنی مجروح نہیں (بلکہ ثقہ) ہیں۔ ذہبیؒ نے میزان میں فرمایا کہ یہ ثقہ علماء میں سے ایک ہیں، میں نے نہیں دیکھا کہ ابو عبداللہ بخاری کے سوا کسی نے بھی ضعفاء میں ان کا ذکر کیا ہو، کتاب الکبیر میں ابو عبداللہ نے انہیں ضعفاء میں درج کیا ہے مگر ایسی کوئی بات ذکر نہیں کی کہ جس سے اُن کا ضعف معلوم ہوتا ہو۔ بعض محدثین کا فرمان ہے کہ بخاریؒ نے جس کو ضعفاء میں لکھا ہے وہ یہ (مذکور راوی) نہیں بلکہ وہ عبدالرحمٰن بن یزید بن تمیم ہے اور عبدالرحمٰن بن یزید بن جابر ضعیف راوی نہیں ہے۔ بعض نسخوں میں کاتبوں کی غلطی سے یہ نام درج ہو گیا۔ اس حدیث کے کئی طرق ہیں۔ امام منذریؒ نے انہیں ایک کتاب میں جمع کر دیا ہے۔ چنانچہ کثرتِ طُرق کے باعث اس کی قوت بڑھ جاتی ہے۔ اور اَرَمْتَ، ضَرَبْتَ کی طرح ہے اس کا اصل اَرْمَمْتَ ہے (ایک میم کو حذف کر دیا۔

حدیث نمبر ۱۰ حضرت ابو مسعود انصاریؓ نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا: آپؐ نے فرمایا:

"جمعہ کے روز مجھ پر کثرت سے درود بھیجا کرو، اس لیے کہ جو بھی جمعہ کے روز مجھ پر درود پڑھتا ہے، اس کا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے"۔[۱]

(اس حدیث کی مکمل سند عربی حصہ میں دیکھیں، اس میں ایک راوی ابو رافع آتے ہیں) ابو عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے بتایا کہ یہ اسمٰعیل بن رافع ہیں۔

حدیث نمبر ۱۱ حضرت ابو امامہؓ نے روایت کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

"ہر جمعہ کے روز مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو، اس لیے کہ میری اُمت کا درود ہر جمعہ کے روز مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ اب جو مجھ پر سب سے زیادہ درود پڑھے گا وہ درجہ[۱] میں سب سے زیادہ میرے قریب ہوگا۔

حدیث نمبر ۱۲ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ خادم النبیؐ نے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ

یہ یاد رکھیں کہ حدیث نمبر ۱۰ میں احمد بن علی دینار ہیں۔ ایک نسخہ میں ثنا احمد بن علی الدینار کی بجائے انبانا الابار ہے۔ واللہ اعلم

[۱] میں نے ابو مسعود انصاری کی حدیث یہیں دیکھی ہے۔ حافظ منذریؒ نے ابو امامۃ کی حدیث کو بیہقی کی طرف منسوب کیا: فرمایا کہ بیہقی نے اسے سندِ حسن کے ساتھ روایت کیا۔ مگر ایک قول کے مطابق مکحول کا ابو امامہ سے سماع نہیں، اس باب میں ابنِ ماجہؒ کے نزدیک عمدہ سند کے ساتھ حضرت ابو الدرداءؓ کی حدیث ہے اس کے راوی ثقہ ہیں اور الترغیب میں اصفہانی کے نزدیک ابو ہریرۃ اور تاریخ بخاری میں بخاریؒ کے نزدیک نیز الترغیب میں اصفہانیؒ نے حضرت عمارؓ اور ابن عدیؒ کے نزدیک حضرت ابن عباسؓ کی روایات جید الاسناد ہیں۔

وسلم نے فرمایا۔

"بلاشبہ قیامت کے روز ہر جگہ میرے سب سے قریب وہ شخص ہوگا کہ جو دنیا کے اندر تم میں سب سے زیادہ مجھ پر درود پڑھتا ہوگا، جس نے جمعہ کے روز اور جمعہ کی رات مجھ پر درود پڑھا۔ اللہ تعالیٰ اس کی سو حاجات پوری کرے گا۔ ستر دنیا کی حاجات اور تیس آخرت کی حاجات۔ نیز ایک فرشتہ اس کا مؤکل بنا دیا جاتا ہے۔ وہ یہ (درود) لے کر اس طرح میری قبر میں آئے گا کہ جیسے تمہارے پاس تحائف بھیجے جاتے ہیں۔ جس نے مجھ پر درود پڑھا، وہ مجھے اس کے نام، نسب اور خاندان تک کی اطلاع دیتا ہے چنانچہ میں اس کو سفید صحیفہ میں اپنے پاس درج کر لیتا ہوں"[1]

حدیث نمبر ۱۳ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

"اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ اور نہ ہی میری قبر میلہ گاہ بناؤ، اور مجھ پر درود پڑھو، اس لیے کہ تم جہاں بھی ہو۔ تمہارا درود مجھے پہنچایا جاتا ہے"[2]

حدیث نمبر ۱۴ اسی مفہوم کی ایک حدیث یہ ہے کہ حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"جب کوئی مسلمان مجھ پر سلام بھیجتا ہے تو اللہ تعالیٰ میری روح، میری طرف لوٹاتا ہے۔ آخر میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں" اور اس سے آپ کی مراد ہے قَدْ

---

[1] الترغیب والترہیب میں اصفہانیؒ نے بھی اسے روایت کیا۔

[2] نسائیؒ اور ابوداؤدؒ نے بھی حضرت ابوہریرہؓ کی حدیث روایت کی، اس کی سند میں عبداللہ بن نافع ہیں، ابوحاتم رازی فرماتے ہیں کہ یہ حافظ نہیں، ہم جانتے اور انکار کرتے ہیں، ابن معینؒ فرماتے ہیں کہ یہ ثقہ ہیں۔ ابوزرعہ انہیں لاباس بہ کہتے ہیں (یعنی مجروح نہیں) اس حدیث کے کئی شواہد ہیں۔ ابویعلی موصلیؒ نے بھی حسنؓ بن علی بن ابی طالب سے اس طرح کی مرفوع روایت بیان کی ہے۔ ان کی سند میں مذکورہ عبداللہ بن نافع ہیں۔

رَدَّ اللّٰہُ اِلَیَّ رُوْحِیْ (یعنی اللہ تعالیٰ نے میری طرف میری روح لوٹا دی ہے) اب میں اسے سلام کا جواب دیتا ہوں[1]

---

[1] احمدؒ اور ابوداؤدؒ نے بھی حضرت ابوہریرہؓ کی روایت بیان کی ہے اور مصنفؒ (بیہقیؒ) نے بھی کتاب شعب الایمان میں نیز کتاب الدعوات میں روایت کیا، اور نوویؒ نے کتاب الاذکار اور ریاض الصالحین میں بتایا کہ اس کی اسناد صحیح ہیں۔ ابن قیمؒ نے اسے صحیح کہا ہے۔ اس حدیث میں اشکال ہے۔ اس لیے کہ اس کا ظاہر مفہوم یہ ہے کہ بعض اوقات جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک آپؐ کے بدنِ اطہر سے جُدا ہوتی ہے حالانکہ یہ بات حیاتِ انبیاء پر دلالت کرنے والی احادیث کے خلاف ہے علمائے کرام نے اس کے کافی جوابات دیئے ہیں، علامہ سیوطیؒ نے انباہ الاذکیاء میں پندرہ جوابات دیئے۔ تفصیل چاہو تو وہاں سے دیکھ لو۔ امام بیہقی کا خیال یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان رَدَّ اللّٰہُ عَلَیَّ رُوْحِیْ کا مطلب جملہ حالیہ ہے، اس میں قَدْ مقدر ہے۔ عربی کا قاعدہ ہے کہ جب فعل ماضی حال کا جملہ بنے، تو اس میں قَدْ مقدر ہوتا ہے۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جَآءُوْکُمْ حَصِرَتْ صُدُوْرُھُمْ اس کا مطلب ہے، قَدْ حَصِرَتْ صُدُوْرُھُمْ البتہ حتی کے کلمہ میں اشکال باقی رہتا ہے۔ ظاہری طور پر یہ علت کے لیے ہے۔ اب حدیث کی تشریح یوں ہوئی۔

"جب بھی کوئی مسلمان مجھ پر سلام بھیجتا ہے تو اس سے پہلے ہی مجھ پر اللہ تعالیٰ نے میری روح واپس لوٹا رکھی ہے اور اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں" امام شہاب خفاجی نے یہ جواب دیا کہ "انبیاء اور شہداء دونوں ہی زندہ ہوتے ہیں۔ اور انبیاء کی زندگی سب سے زیادہ قوی ہوتی ہے۔ اب جب زمین کو ان پر تسلط نہ ملا، تو وہ سونے والوں کی طرح ہوئے اور سونے والا نہ سنتا ہے اور نہ بولتا ہے جب تک بیدار نہ ہو جائے (مگر زندہ ضرور ہوتا ہے) چنانچہ حدیث کا مفہوم یہ ہوا کہ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا جاتا ہے تو آپؐ نیند سے بیدار ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ ردّ روح کا معنی ارسال ہوا۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَیُرْسِلُ الْاُخْرٰی الآیۃ: یہ مطلب نہیں کہ

حدیث نمبر ۱۵ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے روایت کیا، کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

" بلاشبہ اللہ کی زمین میں پھرنے والے کچھ ایسے فرشتے بھی ہیں کہ جو میری امت کا سلام مجھے پہنچاتے ہیں[1]۔

حدیث نمبر ۱۶ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ

" امتِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا جو فرد بھی آپ پر درود پڑھتا ہے وہ آپ کو پہنچا دیا جاتا ہے۔ ایک فرشتہ آپ سے عرض کرتا ہے، کہ فلاں آدمی آپ پر اس اس طرح درود پڑھتا ہے[2]"

حدیث نمبر ۱۷ ابو صالحؒ نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کیا، اور انہوں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا۔ کہ

" جس نے میری قبر پر درود پڑھا، وہ میں سن لیتا ہوں، اور جس نے دور سے درود پڑھا، وہ مجھے پہنچا دیا جاتا ہے۔"

(اس کی سند میں ایک راوی) ابو عبدالرحمٰن ہیں یہی محمد بن مروان سدی ہیں میرے خیال میں یہ قابلِ نظر ہیں مگر اس حدیث کے مضمون کی تائید و تقویت گزشتہ احادیث

آپ کی روح کو موت کے واقعہ کی طرح جدا کر کے قبض کر لیا جاتا ہے۔ پھر دنیا کی موت و زندگی کی طرح دوبارہ نفخ و اعادہ ہوتا ہے۔

[1] نسائیؒ، احمدؒ اور حاکمؒ نے بھی حضرتِ ابنِ مسعودؓ کی حدیث روایت کی ہے اور اسے صحیح بتایا ہے۔ دارمیؒ اور بیہقیؒ نے شعب میں اور بزارؒ اور ابنِ حبانؒ نے صحیح میں روایت کیا۔ اور خفاجیؒ نے فرمایا: کہ اس کی سند صحیح ہے۔

[2] علامہ سیوطیؒ نے اپنی مشہور کتاب الخصائص الکبریٰ میں ابنِ راہویہ کی طرف یہ حدیث منسوب کی ہے۔ اگرچہ ظاہری طور پر موقوف ہے مگر یہ حکماً مرفوع ہے کیونکہ اس قسم کی باتیں محض اجتہاد سے معلوم نہیں ہو سکتیں۔ واللہ اعلم

سے ہوتی ہے۔[1]

ایک روایت سلیمان بن سحیم نے فرمایا کہ میں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کی اور عرض کیا اے اللہ کے رسول یہ لوگ آپ کے مزار پر آکر سلام پیش کرتے ہیں۔ کیا آپ ان کے سلام سمجھتے ہیں؟ آپ نے فرمایا۔
" ہاں ... اور میں ان کے سلام کا جواب بھی دیتا ہوں۔[2]

حدیث نمبر ۱۸ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا کہ ایک مسلمان اور ایک یہودی کی آپس میں گالم گلوچ (تلخ کلامی) ہوگئی۔ مسلمان نے کہا، کہ اس ذات کی قسم کہ جس نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو تمام جہانوں پر افضلیت بخشی چنانچہ اس نے ایک قسم کھائی اور یہودی بولا کہ قسم ہے اس ذات کی کہ جس نے موسیٰ علیہ السلام کو تمام جہانوں پر افضلیت بخشی، اس پر مسلمان نے ہاتھ اٹھا کر یہودی کو طمانچہ مار دیا۔ یہودی حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اپنا اور اس مسلمان کا باہم واقعہ بتایا۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
" مجھے موسیٰ علیہ السلام پر افضلیت نہ دو، کیونکہ لوگ کڑک سے بے ہوش ہو جائیں

---

[1] علامہ سیوطیؒ نے خصائص کبریٰ میں حضرت ابوہریرہؓ کی حدیث اصبہانیؒ کی طرف منسوب کی کہ انہوں نے الترغیب والترہیب میں نقل کی۔ اور جامع صغیر میں بیہقیؒ کی طرف منسوب کی اور محمد بن مروان سدی صغیر ضعیف اور متہم بالکذب ہے۔ حافظ ذہبیؒ نے میزان الاعتدال میں اس حدیث کو مذکورہ سدی کے باب میں ذکر کیا ہے۔
(مذکورہ حدیث کا ایک راوی محمد بن مروان سدی کے نام کا ہے)

[2] اس مفہوم کی ایک روایت ابونعیمؒ نے حضرت سعیدؓ بن مسیب سے روایت کی، انہوں نے فرمایا کہ میں نے واقعہ حرۃ کی ایک رات میں دیکھا اور مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں میرے سوا اور کوئی آدمی وہاں نہ تھا کہ ہر نماز کے وقت میں، میں قبر سے اذان سنتا اور زبیر بن بکار نے بھی اخبار المدینہ میں حضرت سعیدؒ سے ایسی روایت کی ہے۔

گے اور سب سے پہلے مجھے افاقہ آئے گا۔ اچانک (میں دیکھوں گا کہ) موسیٰ علیہ السلام عرش کا ایک کنارہ پکڑے ہوں گے، اب میں نہیں سمجھتا کہ وہ بے ہوش ہونے والوں میں سے ہوں گے اور مجھ سے پہلے انہیں ہوش آجائے گا یا ان میں سے ہوں گے کہ جن کو اللہ عزوجل اس سے مستثنیٰ فرمائے گا۔

اسے صحیح بخاریؒ میں حضرت ابوالیمانؒ سے اور صحیح مسلمؒ میں حضرت عبداللہ بن عبدالرحمٰنؒ سے اور دوسرے محدثینؒ نے ابوالیمانؒ سے روایت کیا ہے۔

حدیث نمبر ۱۹ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ

"اللہ کے انبیاء کو باہم ایک دوسرے پر فضیلت نہ دو، اس لیے کہ جب صور پھونکا جائے گا تو آسمانوں اور زمین کی ہر ایک جان پر غشی طاری ہو جائے گی، سوائے اس کے کہ جسے اللہ چاہے، پھر دوبارہ صور پھونکا جائے گا تو سب سے پہلے مجھے اٹھایا جائے گا اچانک (میں دیکھوں گا) کہ موسیٰ (علیہ السلام) عرش کو پکڑے ہوں گے اب میں نہیں سمجھتا کہ کیا طور کی غشی سے ہی ان کا محاسبہ ہو چکا یا وہ مجھ سے پہلے اٹھائے گئے ہوں گے[1]

---

[1] اعرج کی حضرت ابوہریرہؓ سے مروی حدیث متفق علیہ سے (یعنی حدیث نمبر ۱۹) جیسے کہ سابقہ حدیث ہے وفات کے بعد انبیاء علیہم السلام کے زندہ ہونے پر امام بیہقیؒ نے ان دو احادیث سے استدلال کیا کہ صَعق کا معنیٰ موت یا غشی ہے اور یہ حالت اس پر آسکتی ہے کہ جو اُسی وقت زندہ ہو تاکہ تحصیلِ حاصل لازم نہ آئے چنانچہ موسیٰ علیہ السلام پر یا غشی آئے گی یا غشی نہیں آئے گی بلکہ طور کی غشی سے ہی ان کا محاسبہ ہو چکا ہے ان دونوں حالتوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام انبیا علیہم السلام کے زندہ ہونے کا پتہ چلتا ہے اس طرح صحیح بخاریؒ میں آتا ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"مجھے موسیٰ (علیہ السلام) پر افضلیت نہ دو کیونکہ لوگوں پر صعقہ طاری ہوگا اور مجھ پر ان کے ساتھ غشی آجائے گی" اب اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم زندہ نہ ہوں تو غشی کس طرح آئے گی؟

اور یہ بات صحیح ہے اس لیے کہ اللہ جل شانہٗ نے انبیاء علیہم السلام پر ان کی ارواح لوٹا دیں۔ اب وہ اپنے پروردگار کے پاس شہدا کی طرح زندہ ہیں۔ (اور ان سے قوی ترین زندگی کے مالک ہیں) چنانچہ پہلی بار صور پھونکا جائے گا۔ تو سب پر صعقہ طاری ہوگا اور یہ ہر اعتبار سے موت ہو گی بلکہ محض شعور کھو جانے کا نام ہوگا اب اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰہُ (سوائے اس کے کہ جسے اللہ چاہے) سے مراد یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اس سے مستثنیٰ کیا ہے اور طور[1] کے صعقہ میں ہی ان سے محاسبہ ہو چکا تو اللہ تعالیٰ اب اس حالت میں ان کے شعور بھی نہ کھونے دے گا۔ علماء فرماتے ہیں کہ شہداء بھی ان میں سے ہیں کہ جن کو اللہ تعالیٰ نے الا من شاء اللہ کے قول میں مستثنیٰ فرمایا ہے۔ شہداء کے بارے میں ہم نے ایک مرفوع[2] روایت کا ذکر کیا ہے اور یہ روایت دوسری روایات کے ہمراہ کتاب البعث والنشور میں تحریر کر

امام قرطبیؒ نے بعض مشائخ سے نقل کرتے ہوئے فرمایا:

جب انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور شہداء کی طرف موت کی نسبت کی جاتی ہے۔ تو اس کا مطلب عدمِ محض نہیں ہوتا کیونکہ وہ زندہ موجود ہیں چاہے ہم انہیں نہ دیکھتے ہوں اور جب نفخہ صعق ہوگا تو آسمان اور زمین کے ہر جاندار پر صعق طاری ہوگا البتہ جو انبیاء نہیں، اُن پر موت کی صورت میں صعق ہوگا، اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام پر غشی کی صورت میں صعق ہوگا اور دوبارہ جی اُٹھنے کا صور پھونکا جائے گا، تو مرے ہوئے زندہ ہو جائیں گے اور غش زدہ ہوش میں آجائیں گے اسی لیے صحیحین میں آیا کہ " میں سب سے پہلے ہوش میں آؤں گا۔

(اور یہ نہیں آیا کہ میں سب سے پہلے زندہ ہوں گا)

[1] طور کے روز حضرت موسیٰ علیہ السلام پر غشی طاری ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے متعلق فرمایا کہ

فَلَمَّا تَجَلّٰی رَبُّہٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَہٗ ۔۔۔ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِیْنَ ۝

[2] ابن جریرؒ نے اس مسئلہ میں ایک مرفوع حدیث بیان کی ہے اور اس کی سند میں ایسی روایات ہیں کہ جنہیں سماع حاصل نہیں۔ دوسروں نے حضرت سعید بن مسیّب سے روایت کیا۔ انہوں نے فرمایا کہ

دی ہے، اور اللہ ہی سے توفیق کی درخواست ہے۔

یہ حیاتِ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے متعلق آخری کلمات ہیں، اور سب حمد اللہ ہی کی ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے اور صلوٰۃ وسلام ہو ہمارے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپؐ کی آل پر۔

اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰہُ۔ فرمایا کہ

"شہداء تلواریں حمائل کیے ہوئے عرش کے اردگرد ہوں گے۔"

یہ آخری کلمات تھے جو کہ اللہ کی توفیق سے میسر آئے۔ اور اللہ ہی کی توفیق ہے۔ آغاز و انجام میں۔ ہمارے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپؐ کی آل پر بہت بہت صلوٰۃ وسلام ہو۔

جمادی الاولیٰ ۱۳۴۹ھ میں قاہرہ میں یہ تالیف مکمل ہوئی۔

ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

حیاتِ انبیاء

پر
شیخ بارزی رحمۃ اللہ علیہ کا فتوای

نوٹ :۔ یہ یاد رہے کہ ہم نے یہ فتویٰ شیخ جلال الدین سیوطی کی کتاب انباہ الاذکیاء فی حیات الانبیاء سے نقل کیا ہے۔

فتوای

امام بارزیؒ سے پوچھا گیا کہ کیا حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی وفات کے بعد زندہ ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں" شوافع کے ایک بزرگ شیخ ابو منصور عبدالقاہر بن طاہر بغدادی فقیہ نے فرمایا کہ ہمارے متکلمین اصحاب نے فرمایا ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی وفات کے بعد زندہ ہیں اور آپ اپنی امت کی طاعات سے خوش ہوتے اور نافرمانیوں سے غمگین ہوتے ہیں نیز جو اُمتی بھی آپؐ پر درود پڑھے آپ کو پہنچا دیا جاتا ہے اور فرمایا کہ انبیاء بوسیدہ نہیں ہوتے اور زمین انہیں ذرہ بھر نہیں کھاتی حضرت موسیٰ علیہ السلام آپؐ کے زمانہ میں فوت شدہ تھے مگر ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا کہ میں نے انہیں قبر میں نماز پڑھتے دیکھا ہے۔ ایسے ہی معراج کی حدیث میں آتا ہے کہ آپؐ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو چوتھے آسمان پر دیکھا، اور حضرت آدم علیہ السلام کو پہلے آسمان پر دیکھا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بھی دیکھا تو انہوں نے فرمایا؛ مرحبا: صالح بیٹا اور صالح نبی۔ جب یہ اصل صحیح ہے تو ہم کہتے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وفات کے بعد زندہ ہوتے، اور اب بھی اپنی نبوت پر ہیں" شیخ منصور عبدالقاہر کا یہ آخری کلام ہے۔

اور حافظ امام ابوبکر بیہقیؒ نے کتاب الاعتقاد میں فرمایا ۔

" وفات کے بعد انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی ارواح انہیں واپس کردی جاتی ہیں چنانچہ وہ اپنے پروردگار کے پاس شہداء کی طرح ہوتے ہیں ۔ (یعنی زندہ ہوتے اور انہیں روزی ملتی ہے) ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا اور ان کی امامت کی ،اور واپس آکر خبر دی۔ اور آپؐ کی خبر سچی ہے کہ ہمارا درود آپؐ پر پیش ہوتا ہے اور ہمارا سلام آپؐ کو پہنچایا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے زمین پر ،انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے اجساد کا کھانا حرام کردیا اور فرمایا کہ ہم نے حیاتِ انبیاء پر علیحدہ ایک کتاب لکھی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کا رسول وصفی اور تمام مخلوق میں افضل علیہ الصلوٰۃ والسلام دفات کے بعد زندہ ہیں ۔

اے اللہ ہمیں آپؐ کی سنت پر زندہ رکھنا ۔ آپؐ کی ملت پر موت دینا اور دنیا و آخرت میں ہمارا اجتماع وملاقات نصیب فرما دینا ۔ بلاشبہ تو ہر چیز پر قدرت والا ہے ۔

انتہیٰ جواب البارزیؒ

فروع الایمان

حضرت حکیم الامت مجدد الملت مولانا محمد اشرف علی صاحب تھانوی نور اللہ مرقدہ

حواشی

حضرت مولانا مفتی جمیل احمد صاحب تھانوی مدظلہم

تحریر

محترم جناب محمد اقبال قریشی صاحب

ادارہ اسلامیات

۱۹۰۔ انارکلی

لاہور ○ پاکستان

وکذٰلک جعلنٰکم امۃ وسطا

اور ہم نے تم کو ایک ایسی جماعت بنا دیا ہے جو نہایت اعتدال پر ہے

البقرۃ : ۱۴۳

علماءِ دیوبند (رحمہم اللہ تعالیٰ) کا

دینی رُخ اور مسلکی مزاج

آخری تصنیف

حکیم الاسلام حضرۃ مولانا قاری محمد طیب نوراللہ مرقدہ

(مہتمم دارالعلوم دیوبند)

ادارۂ اسلامیات

۱۹۰- انارکلی ۰ لاہور